سخن دل نواز، مترجم: مولانا امیر الدین مہر۔ اہتمام= ورلڈ اسمبلی آف یوتھ، ریاض، سعودی عرب۔ صفحات: ۱۲۵۔ قیمت: درج نہیں۔

وامی (World Assembly of Youth) کے شعبہ تحقیق و تعلیم کی طرف سے مولفہ، عربی کتاب "**فی اصول الحوار**" کا موضوع "گفتگو کا فن ہے۔ دوسروں تک اپنی دعوت پہنچانے کے لیے یہ ایک اہم وسیلہ ہے اور اگر گفتگو کے آداب کا پوری طرح خیال رکھا جائے تو اس سے خاطر خواہ اور بہت عمدہ ثمرات و نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ قرآن حکیم، حدیث نبویؐ اور دینی اکابر کی تالیفات میں بکھرے ہوئے آداب گفتگو کو نہایت عمدگی اور سلیقے سے زیر نظر کتاب میں مرتب کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے مختلف عنوانات اس کے موضوعات و مباحث کو بخوبی واضح کرتے ہیں، مثلاً گفتگو اور بے جا بحث میں فرق، قرآن اور گفتگو، رسولؐ اور گفتگو، نیت کا خالص ہونا، مناسب موقع کی تلاش، گفتگو میں خود کو ترجیح نہ دینا، غور سے سننا، بحث ختم کر دینا، متکلم کی ضمیر استعمال نہ کرنا وغیرہ۔

مولانا امیر الدین مہر (اسسٹنٹ پروفیسر، دعوہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد) نے اس مفید، کار آمد اور اپنے موضوع پر جامع کتاب کو نہایت سہل زبان میں اردو میں منتقل کیا ہے۔ اس کی افادیت کا اندازہ کرنے کے لیے ایک اقتباس دیکھیے:

"داعی کو خصوصاً اور ہر گفتگو کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنی بات ہی نہ کہتا رہے کہ دوسرے کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دے۔ دوران کلام وقت کا لحاظ رکھے۔ نیز جب وہ کسی کانفرنس میں ہو اور اسے چند منٹ دیے جائیں تو اس کی پابندی کرے اور اگر ایسی محفل ہو کہ جس میں تحدید وقت کا مسئلہ نہ ہو تو داعی اپنے موقف کے مطابق وقت کا تعین خود کرے"۔ مختصر یہ کہ کتاب دلچسپ ہے اور اس کی افادیت میں کلام نہیں۔ (ر۔ ہ)

The Islamic Nation (امت مسلمہ)، علی نواز میمن۔ ناشر: دین گارڈ بکس، ۴۵ دی مال، لاہور۔ صفحات: ۲۶۱۔ قیمت: درج نہیں۔

امریکی صدر جارج بش کے پیش کردہ نئے عالمی نظام (New World Order) کے نظریے نے دنیا بھر میں کھلبلی مچا دی ہے۔ اس موضوع پر متعدد مطبوعات سامنے آئی ہیں۔ علی نواز میمن نے اپنی زیر نظر کتاب میں ایک نئے انداز سے نیو ورلڈ آرڈر اور امت مسلمہ کے تعلق کار کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کا ضمنی عنوان ہے: نئے عالمی نظام میں مسلمانوں کی حیثیت اور ان کا مستقبل۔

مصنف نے جو ربع صدی تک عالمی بنک کے لیے خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں، اپنے جملہ تجربات

اور معلومات کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ مسلم اقتصادیات، مسلم عمرانیات، مسلم افواج، مسلم حکومتیں، مسلم روحانیات، مسلم بلاد اور مسلم نشات ثانیہ جیسے مباحث کے ساتھ تفصیلی تائیدی گوشوارے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ مصنف نے اعداد و شمار کے ذریعے بعض حقائق کی طرف متوجہ کیا ہے، مثلاً یہ کہ دنیا کی دس فی صد آبادی نے پچاس فی صد عالمی وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے یا یہ کہ مسلم نوجوانوں کو مغرب میں بقائے مذہب کی جدوجہد کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے یا یہ کہ مغربی ممالک خصوصاً امریکہ اور مغربی یورپ کے حکمران اور دانش ور اسلامی خطرے سے بلاجواز خوفزدہ ہیں یا یہ کہ مشرق اور مغرب کے درمیان مکالمے کا آغاز ہونا چاہیے وغیرہ۔

بلاشبہ مصنف نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے لوازمہ فراہم کیا ہے جو قابل داد ہے مگر یہ گزارش کرنا بھی ضروری ہے کہ موصوف نے بعض مسائل کو سطحی نظر سے دیکھا ہے۔ اسی لیے کئی معاملات پر ان کی رائے محل نظر ہے، مثلاً جمال عبدالناصر، ذوالفقار علی بھٹو اور معمر القذافی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کے اچھے برے ہونے کا فیصلہ اللہ ہی کر سکتا ہے (ص ۸۹)۔ بلاشبہ اللہ کے فیصلے اور گرفت سے کسی کو مفر نہیں ہے لیکن کسی شخص کے دنیاوی اعمال سے بھی تو اس کے نیک و بد ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سود کے بارے میں یہ کہنا کم علمی ہے کہ: "سود کی ہر حال میں ممانعت نہیں ہے"۔ (ص ۸۷) اور یہ بات ایک بڑے فتنے کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔ اسلامی حکومتوں کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مصنف نے افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ ایران اور سعودی عرب کی حکومتیں اپنے تمام مظاہر میں سو فی صد اسلامی نہیں ہیں، نہ نائیجیریا اور سوڈان اور ملائیشیا کے تجربات حرف آخر ہیں اور نہ مصر کے حکمرانوں کا طرز عمل قابل تقلید ہے۔ جدید دور میں سائنٹیفک بنیادوں پر ریاست کی تشکیل میں ملائیشیا کا تفصیلی مطالعہ پیش کرنا مناسب تھا۔ اسی انداز میں انڈونیشیا کا تذکرہ بھی مفید رہتا۔ جہاں تک جنوبی ایشیا اور افریقہ کے انتہائی پس ماندہ، غریب اور قرضوں میں جکڑے ہوئے ممالک کے طرز عمل کا تعلق ہے ان کی مقامی فروگذاشتوں کے علاوہ ان غیر ملکی حکمرانوں کا بھی دخل ہے، خصوصاً امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، ہالینڈ اور پرتگال جنھوں نے چھوٹے غریب ممالک کو اپنی نو آبادیات بنایا اور ان کے اثرات، آزادی کے بعد سو سال میں بھی زائل نہ ہو سکے۔ پاکستان کا معاملہ بھی اسی پس منظر میں زیر بحث لانا چاہیے تھا۔ حیرت ہے کہ فاضل مصنف نے نو آبادیاتی دور کے مضر اور دور رس اثرات کا کماحقہ تنقیدی جائزہ نہیں لیا۔ قادیانیوں اور بہائیوں کا ذکر مسلم فرقوں کے ضمن میں کیا گیا ہے حالانکہ ان دونوں گروہوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آغا خانیوں کے بارے میں بھی مسلم امت کا فیصلہ سب کے سامنے ہے۔ چیچنیا کے اندر جاری جنگ آزادی کو، مغرب کی تقلید میں خانہ جنگی قرار دینا درست نہیں ہے۔

کتاب کے مباحث کی روشنی میں دو امور غور طلب ہیں: پہلی بات تو یہ ہے کہ اقتصادی خوشحالی، فوجی

بالادستی، اسلحے کے انبار، شرح خواندگی، بے روزگاری کا خاتمہ، صاف ستھری فضا، صحت، علاج، ملازمت اور تعلیم کے مواقع ایسے موضوعات مغرب کے عطا کردہ ہیں۔ بلاشبہ یہ امور بھی قابل توجہ ہیں مگر احیاے امت اور اسلام کی بالادستی کا خواب "کی محمدؐ سے وفا تو نے---" ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ اگر اس مرکزی نکتے پر زور نہ دیا گیا تو کہیں کی اینٹ، کہیں کا روڑا جمع کرنے سے امت کی نشات ثانیہ کا خواب حقیقت نہ بن سکے گا۔ کمیونزم، سرمایہ داری، جنسی طوفان اور مسخ شدہ عیسائیت کا اسلام دشمن کردار الگ الگ مظاہر (individual phenomenon) نہیں ہیں بلکہ ان سب کی جڑیں اللہ سے بغاوت میں پیوست ہیں۔ میمن صاحب نے ان مختلف مظاہر کو الگ الگ سمجھتے ہوئے مختلف معاملات پر جو جزوی بحثیں قائم کی ہیں ان کو کسی ایک نکتے تک محدود کیا جائے تو ماخذ کا پتا بھی چل سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بوسنیا اور جموں و کشمیر کے مظلومین پر گفتگو کرتے ہوئے وہ چند پیراگراف سے زیادہ نہ لکھ سکے۔ مغرب کی تشبیہ، استعارہ، حل مسائل اور نفذ معاملات کو ہو بہو مسلم معاشروں پر منطبق کر دینا درست نہیں، اس سے مسائل الجھ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی شدت پسند تحریکوں اور بھارت کی آر ایس ایس کا یکجا تذکرہ نظر آتا ہے حالانکہ امر واقعہ میں ایسا نہیں ہے۔

مصنف کی معلومات کا ماخذ عموماً اقوام متحدہ اور عالمی بنک کی ۱۹۹۲ تک شائع شدہ رپورٹیں ہیں۔ اسلامی بیداری کے لیے موصوف نے جو سفارشات مرتب کی ہیں وہ مطالعے کے قابل ہیں۔ بایں ہمہ بعض موضوعات پر مزید تفصیلی مطالعے کی ضرورت ہے۔ مصنف امت کے لیے خیر خواہانہ جذبات رکھتے ہیں۔ کتاب کا اختتام اس دعا پر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کو صراط مستقیم پر گامزن کرے تاکہ وہ دنیا کی بہتر صورت گری میں معاون ہو سکے۔

طلبا، محققین اور سیاسیات و ابلاغ سے وابستہ افراد اپنے موضوع پر اسے ایک مفید اور معلومات افزا کتاب پائیں گے۔ بڑے اشاعت گھروں سے شائع ہونے والی کتابوں پر قیمت کا عدم اندراج افسوس ناک ہے۔ (محمد ایوب منیر)

قرآن: سب کے لیے، (سووینیر) مرتب: طارق فار قلیط فلاحی۔ ناشر: شعبہ نشرواشاعت، جماعت اسلامی (ہند) اترپردیش، دارالاسلام مولوی گنج لکھنؤ۔ صفحات: ۹۸۔ قیمت: درج نہیں۔

بھارت کے صوبے اترپردیش کی آبادی ساڑھے پندرہ کروڑ ہے۔ آبادی کے لحاظ سے دنیا کے چھٹے ملک کے برابر! یہاں جماعت اسلامی نے ۲۴ تا ۲۷ نومبر ۹۶ ہفتہ تعارف قرآن کے دوران سیمی نار، کانفرنس، ریلی اور دوسرے پروگراموں کے ذریعے وسیع پیمانے پر قرآن کے ہندی ترجمے کی اشاعت کی۔ زیر تبصرہ سووینیر